حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں خوش گُوار اِزدِواجی زندگی کے سلسلے میں شریعت کے اہم بعض بنیادی اصول

اِس وقت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ طلاق کے سلسلے میں حسبِ ذیل اصول پر عمل کریں جس سے ایک طرف اُن کا رہن سہن اسلامی طرز پر بن جائے اور دوسری طرف ہماری غلطیوں کی وجہ سے جو اثرات سامنے آرہے ہیں اُنھیں بہانہ بنا کر دوسروں کو اِس موقع سے غلط فائدہ اٹھا کر شریعت میں دخل اندازی کا موقع نہ ملے۔

۱] سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ عام حالات میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جاتی ہیں، یہ قرآنِ کریم کا واضح صاف اور غیر مختلَف فیہ حکم ہے۔

۲] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب جب بھی تین طلاق کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف تین طلاقوں کے واقع ہوجانے کا حکم ارشاد فرمایا۔

۳] حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی جو صحابہ رضی اللہ عنہم فتوی دیا کرتے تھے تین طلاق دینے سے تینوں طلاق کے واقع ہوجانے کا حکم بھی متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانب سے ثابت اور کتابوں میں مذکور ہے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اُن سے پوچھ کر ہی عمل کرتے ،اس طرح تقریباً سب صحابہ رضی اللہ عنہم تین طلاق سے تین کے پڑ جانے پر متفق ہیں۔

۴] صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد بڑے بڑے مجتہدین کا زمانہ آیا تب بھی ان سب نے بہ یک آواز تین طلاق دینے سے تین طلاق پڑ جانے کا حکم ہی صادر فرمایا ہے۔

۵] اُس کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں کے بیچ عملی رُو سے بھی تین طلاق کو تین ہی شمار کیا جاتا رہا ہے۔

٦] لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ کسی کے اِس کے برخلاف فتوی دینے، رائے زنی کرنے یا اس طرح کی کلپیں یا اور کوئی تحریری لٹریچر سے متاثر ہو کر اپنی آخرت خراب نہ کریں، چاہے وہ بات اسلام کا نام لے کر ہی کسی کی جانب سے پیش کیوں نہ کی جا رہی ہوں، اختلاف کرنے والوں نے تو خود اللہ تعالیٰ کی ذات میں بھی کہاں اختلاف نہیں کیا ہے۔

٧] اِس وقت امت مسلمہ کے سب لوگ اِس کا بھی احساس کریں کہ یہ بُرے حالات ہماری کوتاہیوں کے سبب سامنے آئے ہیں، اگر ہم نے ہماری زندگیوں کے مختلف شعبوں میں شریعت سے ہی معاملات حل کرنے کی عادت رکھی ہوتی تو اوروں کو اِس میں مداخلت کا ہرگز موقع نہ ملتا، لہذا ہمیں اِسی وقت اِس کا پکا ارادہ کرنا چاہیے کہ طلاق ہو یا زندگی کا کوئی دوسرا مسئلہ اپنے اختلافات شریعت کے سامنے پیش کر کے وہیں سے اِس کا حل نکالیں گے اور اِسے اپنی خوش قسمتی جانیں گے۔

٨] یاد رہے کہ اِس طرح کے حالات پیدا کرنے میں جہاں بڑی حد تک اسلام مخالف عناصر ذمہ دار ہیں وہیں غیر شرعی طریقے سے طلاق دینے کی ہماری خطا کا بھی اِس میں بہت بڑا حصہ ہے، غصے میں آ کر بلا وجہ یا معمولی وجوہات کی بنا پر ایک ساتھ تین طلاق دے دینے کی ہماری غلطی کی بنیاد پر درحقیقت ہم اسلام پر لوگوں کے اِعتِراض کرنے کا ذریعہ بنے ہیں، اِس سلسلے میں خصوصی توبہ کرتے ہوئے آئندہ اِس طرح کی غلطیاں نہ کریں گے اِس کا عزم کرنا بھی اِس وقت بہت ضروری ہے۔
تعجب تو اِس پر ہے کہ نکاح کرتے وقت جب ہم شریعت کی مدد حاصل کرتے ہیں تو طلاق دیتے وقت شریعت سے الگ ہو کر طلاق دینے کی ہماری یہ دورُخی روِش کیوں؟

کیا دونوں برابر کے شرعی احکام نہیں ہیں؟ لہذا مردوں کو چاہیے کہ جب بھی طلاق کی نوبت درپیش ہو تو شرعی رہنمائی کے بغیر ہرگز طلاق نہ دیں، اِس کے لیے شرعی پنچ، دار القضاء قائم کیے گئے ہیں اُن کا سہارا لے کر اپنی دنیا و آخرت دونوں کو سنبھالنے میں ہی عقل مندی ہے۔

۹] اِس بات کا تو آج سے ہی ہر ایمان والا پختہ ارادہ کر لے کہ کسی بھی حال میں طلاق کا لفظ اپنی زبان سے نہیں بولوں گا؛ جب تک کہ اپنی شریعت سے اِس سلسلے میں دریافت نہ کرلوں، نہ تو طلاق دینے کے ارادے سے نہ ہنسی مذاق میں۔ برسوں کی محنتوں سے آباد کیے ہوئے گھر کو دو گھڑی کی دل کی تسلی کی خاطر تہس نہس و برباد کر کے رکھ دینا بہت بڑی جہالت ہے۔

۱۰] عورتوں کے مقابلے میں مردوں کو طلاق کی لگام جو دی گئی ہے اِس کے مختلف اسباب میں سے ایک یہ سبب بھی گِنوایا جا سکتا ہے کہ طبعی رُو سے عورت نہایت ہی جذباتی طبیعت پر پیدا کی گئی ہے، جس کے پیشِ نظر شریعت نے اُس کے ہاتھ میں طلاق کی لگام نہیں رکھی ہے؛ تا کہ چھوٹی چھوٹی اور معمولی باتوں سے جذبات میں آ کر طلاق کی نوبت نہ آئے، اِس کے برخلاف مردوں کو اُن کی مردانگی پر اعتماد کرتے ہوئے طلاق سپُرد کی گئی جس سے اِزدِواجی زندگی کی حفاظت کے واسطے مقدور بھر کوششیں کرنے کے مواقع ہاتھ لگ سکیں، اب مرد بھی ایسے موقع پر اپنی مردانگی کو بھول کر جذبات کی رَو (بہاؤ) میں بہہ جائے اور اپنی نادانی کا مظاہرہ کرے تو درحقیقت اُس نے شریعت کی جانب سے اُس کے اوپر رکھے ہوئے اعتماد کو توڑا ہے یہی کہا جائے گا۔

۱۱] شادی کے موقع پر بھی ہر مومن کو اپنے رب کے ساتھ وعدہ کر کے یہ بات ٹھان لینے جیسی ہے کہ حالات جو بھی ہوں اپنی زندگی میں تین طلاق ہرگز مجھے نہیں دینے ہیں، یہ معلوم ہونا چاہیے کہ دورِ جاہلیت میں لوگ دھڑا دھڑ سو (۱۰۰) یا اِس سے

کم وبیش طلاق دے کر پھر بیوی کو اپنے نکاح میں لاتے اور اِس طرح بار بار پریشان کرتے، اِس ظلم کو روکنے کی غرض سے شریعت نے آخری عدد تین طلاق کا طے کیا ہے؛ ورنہ تین طلاق دینا شریعت کی اپنی چاہت کے خلاف اور گناہ ہے: اسی لیے تو تین طلاق کے بعد بیوی بغیر حلالہ کے اُس شوہر کے لیے اب حلال نہیں سمجھی گئی، چاہے سچ مچ مجبوری کی حالت میں تین طلاق کیوں نہ دی گئی ہو۔

۱۲] اس طرح حلالہ کا حکم درحقیقت تو بیوی کے ساتھ بار بار اُسے طلاق دے کر برتے جانے والے ظلم کی روک تھام کے اچھے مقصد کے تحت لگایا گیا ہے، جس سے ایک طرف مرد طلاق دینے سے پہلے حلالہ کی سزا سے ڈرے اور شریعت کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اگر وہ ایک مرتبہ تین طلاق دے ہی چکا ہے تو بیوی کو واپس اپنے نکاح میں لاکر اُس کی قیمتی زندگی سے کھلواڑ کرنے سے اُسے دور رکھا جا سکے، یہاں یہ یاد رہے! کہ یہ سزا فقط مرد ہی کے حق میں ہے؛ ورنہ بیوی پر دوسری جگہ نکاح کرنے کے سلسلے میں شریعت کی کوئی زبردستی نہیں، اپنے آئندہ کے نکاح کرنے نہ کرنے کے سلسلے میں وہ مکمل طور پر آزاد اور خود مختار ہے۔

۱۳] یہاں مسلم خواتین کو بھی ایک بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ شریعت نے اس کے ہاتھ میں طلاق نہیں دی، اِس کے باوُجود بہت سی مرتبہ وہ اپنے شوہر سے وجہ بے وجہ طلاق کا مطالبہ کرتے ہوئے نظر آتی ہیں، اِس سلسلے میں جان لینا چاہیے کہ بے وجہ طلاق دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے اور ایسی عورت جنت کی خوش بو تک نہ سونگھے گی۔ جیسا کہ: حدیث شریف میں آیا ہے۔

۱۴] بیوی کے طرف سے جو لوگ بیچ میں پڑتے ہیں وہ بھی ایسے موقع پر طلاق دلوانے میں بڑا اہم رول ادا کرتے ہیں؛ مگر جب طلاق ہو چکنے کے بعد عورت پر پریشانیاں شروع ہوتی ہیں تو طلاق دلوانے والوں میں سے کوئی بھی اُس کی مدد کے لیے

آگے نہیں بڑھتا۔

۱۵] طلاق ہو چکنے کے بعد یا اُس سے پہلے شریعت نے جو اصول طے کیے ہیں اُس کے مطابق تو عورت نفقہ (خرچ) حاصل کرنے کی مستحق ہے، اِس سے زیادہ رقم حاصل کرنا حرام اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی چیز ہے، کسی کی زبان سے فیصلہ کرا کر شوہر کی رضامندی کے بغیر اِس طرح کا خرچ حاصل کرنے کے باوُ جود وہ عورت کے لیے حلال نہیں رہتا۔

۱۶] یہ بھی یاد رہے کہ شریعت کے پلیٹ فارم سے کی جانے والی کارروائیوں میں برکت و عزت دونوں ہیں؛ اسی لیے تو وہاں صلح کی امید زیادہ رہتی ہے، جب کہ غیر شرعی پلیٹ فارم سے کی جانے والی کارروائیوں کو سماج میں سامنے والا فریق اپنی بے عزتی شمار کرتا ہے، جس میں ایک بڑا نقصان تو یہ ہے کہ وہاں کا دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد صلح کی امیدیں تقریباً ختم ہی ہو جاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ آئندہ اس فریق کو اگر کسی اور جگہ شادی کرنی ہوگی تو اِس کا یہ کرتوت اِس کے لیے بہت بڑا مانع بن جائے گا، نیز اس کے دوسرے بھائی بہنوں کے موقع سے بھی پیغام دینے والے سو مرتبہ سوچیں گے کہ اِس گھرانے میں شادی کرنے کے نتیجے میں ہمارے لیے بھی وہاں کھڑے رہنے کی نوبت آسکتی ہے۔

۱۷] اِس موقع سے ایڈوکیٹ حضرات سے بھی اپیل ہے کہ جب اسلام تین طلاق کو ناپسند کرتا ہے تو اپنے پاس آنے والے مسلمانوں کو تین طلاق نہ دلاتے ہوئے ضرورت کے مطابق ایک طلاق بائن ہی دلوائیں، سرکاری کورٹوں میں دی جانے والی تین طلاقوں کے دائمی معمول نے بھی اسلام کے نظامِ طلاق کے سلسلے میں لوگوں کے ذہنوں کے اندر غلط فہمی پیدا کی ہے۔

۱۸] گاؤں اور شہروں کی جماعتوں سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنی جماعت

کے نظام کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اِس طرح کی ضرورت کے موقع سے وہ اپنی حیثیت کا بہتر استعمال کریں۔

۱۹] عُلما کو چاہیے کہ جا بہ جا صلح اور سمجھوتے کے لیے کمیٹیاں قائم کریں، جہاں تک ہوسکے اپنی کوششوں سے میاں بیوی کو صلح کے لیے تیار کر کے کسی معتبر شرعی پنچ کے پلیٹ فارم پر انھیں روانہ کریں اور شرعی پنچ کی اِس طرح مدد کر کے اس میں حصہ لیں۔

۲۰] شادی کے امیدوار دولہا دلہن کو آپسی حقوق کے سلسلے کی ابتدائی اور بنیادی معلومات حاصل ہوں ایسی ہنگامی کیمپ بار بار لگاتے رہیں اور شادی سے قبل بھی دونوں کو اِس سلسلے کی شرعی معلومات حاصل کرنے کے لیے خاندان کے ذمہ دار حضرات ترغیب دلا کر تیار کریں، اِسی کے ساتھ ساتھ پمفلیٹ وغیرہ کے ذریعے مسلم معاشرہ میں ان حقوق کے چرچے عام سے عام کیے جائیں۔ فقط

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مفتی و قاضی شریعت)

محمد حفظ الرحمن سملکی

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل سملک گجرات



ناشر

مولانا احمد اللہ ایرانی حفظہ اللہ تعالیٰ مولانا اسعد اللہ صاحب ایرانیؒ

مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں